© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ" قَالَ "سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ الحدیث"

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جنابِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ قربانیاں کیا چیز ہیں؟" آپؐ نے فرمایا "یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت ہے!"

حضرت ابراہیم علیہ التحیۃ والسّلام کی حیاتِ مبارکہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے مندرجہ بالا فرمانِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حقیقت اُبھر کر سامنے آجاتی ہے کہ آپؑ کی پوری زندگی قربانیوں ہی سے عبارت ہے۔

آپؑ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی، جس فضا میں پرورش پائی، اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپؑ اپنے دیگر ہموطنوں کی طرح اپنے معبودِ حقیقی کی پہچان سے کوسوں دُور رہ کر بے شمار معبودانِ باطلہ کے سامنے اپنی ہستی کو مدغم کر دیں —— لیکن دریائے شرک کی طغیانیوں میں بُری طرح غوطے کھانے والوں میں سے ایک اور صرف ایک ہستی ایسی تھی جو اپنے آپ کو ان سرکش موجوں کے حوالے کر دینے کے خلاف "اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ[1]" کی صدائے احتجاج بلند کر رہی تھی —— یہ ہستی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہستی تھی!

---

[1] "میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے جلد ہی کوئی راہ دکھا دے گا!"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآنِ حکیم نے معبودِ حقیقی کی پہچان کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی کاوشوں کا تفصیلی نقشہ مرتب فرمایا ہے:

"فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ"

کہ "جب رات ہو گئی تو حضرت ابراہیمؑ نے آسمان پر ایک روشن تارے کو دیکھ کر کہا،

"یہ (ستارہ) میرا رب ہے!" ___ لیکن جب یہ ستارہ غروب ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا،

"میں کسی ایسی چیز کو رب ماننے کے لیے تیار نہیں جو غروب بھی ہو جاتا ہو!"

"فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ"

"پھر جب آپؑ نے چاند کو خوب چمکدار پایا تو فرمایا، "میرا رب تو یہ ہے!" ___ لیکن جب یہ بھی غروب ہو گیا تو آپؑ نے (بڑے اندوہ سے) کہا کہ "اگر میرے رب نے میری راہنمائی نہ فرمائی تو میں گم کردہ راہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا!"

"فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ"

"پھر جب آپؑ نے سورج کو بہت ہی روشن دیکھا تو فرمایا، "یہ میرا رب ہے کہ یہ (پہلوں کی نسبت) بہت بڑا بھی ہے" ___ لیکن جب سورج بھی غروب ہو گیا تو آپؑ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا، "میں تمہاری اس مشرکانہ روش سے بہت ہی بیزار ہوں!"

لہٰذا

"اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"

"میں اس ذات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں جس نے زمین و آسمان کو بنایا ہے، میں تمام معبودانِ باطلہ سے منہ موڑ کر صرف اسی ایک کو معبودِ حقیقی مانتا ہوں کیونکہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں!"

___ حضرت ابراہیمؑ کی سب سے بڑی قربانی یہ تھی کہ آپؑ نے اپنے مشرکانہ ماحول، اپنے خاندان، اپنی قوم اور بادشاہِ وقت سے نہ صرف بغاوت کی بلکہ ان کے جھوٹے اور ناکارہ خداؤں کو کلہاڑے کے پے در پے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وار کر کے پاش پاش کر دیا ـــــ اور اس سلسلہ میں جان تک لٹا دینے سے بھی گریز نہیں کیا ـــــ چنانچہ جب ہر طرف سے "حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْا اٰلِھَتَکُمْ"[1] کی صدائیں بلند ہوئیں تو اس بندۂ حنیف نے دہکتے ہوئے الاؤ میں چھلانگ لگا کر دنیا والوں کو یہ بتا دیا کہ دیکھو! توحید کے تقاضے یوں پورے کیے جاتے ہیں ـــــ اللہ کو اللہ مان لینا اسے کہتے ہیں۔ حق و باطل کے معرکوں میں صفحۂ ہستی پر ایثار و سرفروشی کے انمٹ نقوش یوں ثبت کیے جاتے ہیں ـــــ اور راہِ حق میں لٹ جانا، پٹ جانا، کٹ جانا ہی عین عبادت ہے اور جس کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اس پر یہ کوئی احسان بھی نہیں ـــــ کہ

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ـــــ اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں تن من دھن قربان کر دینے کا عزم کر لینے والوں کے جواب میں "یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا"[2] کی صدائیں اکثر گونج ہی جایا کرتی ہیں ـــــ!

پھر دیکھنے والوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے شیر خوار بچہ کو سینے سے لگائے، اپنی اہلیہ کو ساتھ لیے "وادیٔ غیر ذی زرع" کی طرف رواں دواں ہے۔ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا ـــــ جہاں کی زمین روئیدگی کو ترستی ہے ـــــ جس کی فضا کسی ذی روح کو پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ـــــ ایسے مقام پر یہ اپنے لختِ جگر اور اپنی رفیقۂ حیات کو تن تنہا چھوڑ کر اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں یہ دعا کر کے واپس روانہ ہو جاتا ہے:

"رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ"

کہ "اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد کو (تیرے حکم سے اور صرف تیرے ہی سہارے پر) ایک ایسی وادی میں، جو سرسبزی و شادابی سے محروم ہے تیرے محترم گھر کے

---

[1] اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ [2] اے آگ ٹھنڈی ہو جا لیکن سلامتی والی!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قریب ٹھہرا دیا ہے ــــ اے ہمارے رب، یہ اس لیے کہ یہ لوگ نمازیں قائم کریں، اب یہ تیرا کام ہے کہ لوگ کشاں کشاں اس مقام پر پہنچیں، ــــ اور تو یہاں کے باسیوں کو ہر قسم کے پھلوں کے رزق سے مالا مال بھی فرما تے تاکہ یہ تیرا شکر یہ ادا کر سکیں!"

توکل، صبر، ایثار اور تسلیم و رضا کی یہ وہ داستان ہے جو "جد الانبیاء" حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہے ــــ اور اسی توکل و ایثار کا یہ نتیجہ ہے کہ چند سال بعد جب آپ اپنے اہل و عیال کی خبر لینے کے لیے دوبارہ اس مقام پر پہنچتے ہیں تو اسی وادیٔ "غیر ذی زرع" کو شہر کی طرح آباد پاتے ہیں ــــ جو زمین پانی کو ترستی تھی، اب اس سے پانی کے سوتے پھوٹ رہے ہیں ــــ جو سر زمین زندگی کے آثار سے محروم تھی اب رونقوں کی آماج گاہ بن چکی ہے ــــ اور جس طفلِ شیر خوار کو وہ سامانِ زیست سے نا آشنا چھوڑ کر گئے تھے "آج جوانِ رعنا ہے!" ــــ لیکن ابھی ایک اور کڑا امتحان باقی ہے ــــ حکم ہوتا ہے، "اے بندۂ حنیف، اپنی حنیفیت کی ایک اور مثال قائم کر دے ــــ اپنے اس فرزندِ دلبند کو لٹا کر، اس کے حلقوم پر چھری رکھ کر، خود اپنے ہاتھ سے اس کی رگِ حیات کاٹ ڈالو ــــ اور پھر آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے لختِ جگر کو، اپنی ہی اولاد کو صرف معبودِ حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر رسیوں سے باندھ کر زمین پر پچھاڑ لیتا اور اس کا رشتۂ حیات منقطع کرنے کے لیے اس کے گلے پر چھری رکھ کر چلا دیتا ہے ــــ اور زبان سے اپنے عزم کا ایک بار پھر یوں اظہار کرتا ہے:

"اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ!"

کہ "اے اللہ العالمین، میری نماز، میری قربانی (حتیٰ کہ) میرا جینا اور مرنا، سب تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو نے ایسا ہی مجھے حکم دیا ہے اور میں (ایثار اور خلوص کی ایسی انمٹ مثالیں پیش کرنے والا) سب سے پہلا مسلمان ہوں!"

ــــ اور یہ تو اسی کا کرم ہے کہ ان تمام مراحل سے گزرنے کے باوجود بھی باپ بیٹا صحیح سلامت ہنسی خوشی گھر کو روانہ ہوتے ہیں ــــ اس سند کے ساتھ کہ:

"وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ط قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا!"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ "جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند کڑے امتحانات میں آزمایا اور وہ ان میں سرخرو ہوا ـــــ تو فرمایا، ابراہیمؑ! میں نے تمہیں (پوری دنیا کے) لوگوں کا امام بنا دیا!"

یہ ہے قربانی کی وہ حقیقت جس کی طرف خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "سُنَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ" کہہ کر اشارہ فرمایا ہے!

قربانیاں ہم بھی دیتے ہیں، زور و شور سے دیتے ہیں، ہر سال دیتے ہیں اور زبان سے "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" کا اعتراف بھی کرتے ہیں ـــــ لیکن مقامِ غور ہے کہ ہماری یہ قربانیاں صرف گوشت کھانے کی تقریب ہے یا ایثار و خلوص کی وہ روح بھی ان میں کارفرما ہے جس کو خلیل اللہؑ نے زندۂ جاوید بنا دیا تھا؟ ـــــ کیا ان قربانیوں سے مقصود واقعۃً یہ اظہارِ عزم ہے کہ اے اللہ، جس طرح ہم اس جانور کو تیرے نام پہ قربان کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح اگر ضرورت پڑی تو اپنی جان، اپنا مال، اپنی اولاد، اپنی خواہشات سب کچھ تیرے نام پہ لٹا ڈالیں گے، ان کے گلے پر چھری پھیر دیں گے۔ تیرے لیے ہر چیز سے دست بردار ہو جائیں گے؟ ـــــ اور یہ کہنے کی تو غالباً ضرورت ہی نہیں کہ قربانی کو "سُنَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ" بنانے کے لیے غیر اللہ سے وہ رشتہ کاٹ لینا ہی اصل مقصود ہے جو رشتہ ایک بندے اور اس کے معبودِ حقیقی کے درمیان ہونا چاہیے، لیکن جو قربانی نام و نمود، ریاکاری اور غیر اللہ سے اسی رشتہ ہی کی استواری کی بھینٹ چڑھ جاتے، جس کو کاٹنا مقصود ہے، تو یہ قربانی، قربانی کہلانے کی حقدار بھی ہے یا نہیں؟

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ!

© rasailojaraid.com